شذرات

اس سال بھی ہمیشہ کے دستور کے مطابق ملک میں ۱۴ر اگست پر عام تعطیل ہوئی۔ اور وطن عزیز کی آزادی کی پچیسویں یاد منائی گئی ۔ ملک کے طول وعرض میں جلسے جلوس ہوئے اور سیاسی رہنماؤں نے عوام سے خطاب کیا ۔ یہ حُسن اتفاق کہیے کہ ماہ اگست کے ساتھ وطن کی تحریکِ آزادی کی کئی یادیں وابستہ ہیں۔ اگست ۱۹۱۶ء میں حضرت استاذ علامہ عبیداللہ سندھی کے ریشمی خطوط کی تحریک کا انکشاف ہوا اور حکومت برطانیہ کو اس کا پتہ چلا ۔ حکومت کی رپورٹ میں "یہ ایک منصوبہ تھا جو ہندوستان میں اس خیال سے تجویز کیا گیا تھا کہ ایک طرف شمال مغربی سرحدات پر گڑبڑ پیدا کرکے اور دوسری طرف ہندوستانی مسلمانوں کی شورش سے اسے تقویت دیکر برطانوی راج کو ختم کردیا جائے ۔ اس منصوبے کو مضبوط کرنے اور عمل میں لانے کے لیے عبیداللہ نامی ایک شخص نے اپنے تین ساتھیوں عبداللہ، فتح محمد اور محمد علی کے ساتھ اگست ۱۹۱۵ء میں شمال مغربی سرحد کو پار کیا ۔ عبیداللہ پہلے سکھ تھا بعد میں مسلمان ہوا اور دیوبند ضلع سہارنپور کے مذہبی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرکے مولوی بنا ۔ وہاں اس نے اپنے باغیانہ اور برطانیہ کے خلاف خیالات کا زہر چند مدرسین اور طلبہ میں بھی پھیلا دیا ۔ جن لوگوں پر اس نے اپنا اثر ڈالا ان میں سب سے بڑی شخصیت مولانا محمود الحسن کی تھی جو مدتوں تک درسگاہ دیوبند کے صدر مدرس رہے۔"

حضرت مولانا سندھی کو سندھ اور سندھی زبان سے بے حد محبت تھی۔ آپ کی پیدائش اگرچہ ضلع سیالکوٹ پنجاب کے ایک گاؤں (چیانوالی) میں ہوئی۔ لیکن جب سے آپ نے اسلام کی خاطر سندھ کی طرف ہجرت کی اور سندھ کو اپنا وطن بنایا تو اپنے آپ کو سندھی لکھنا شروع کر دیا اور آخر دم تک اسی پر عمل پیرا رہے اور سندھی زبان اس طرح بے تکلف بولتے تھے جس طرح سندھ کا ایک دیہاتی بولتا ہے پچیس سال جلاوطنی کے ایام میں بھی آپ نے سندھ کو نہ بھلایا۔ اپنے ایک معتمد شاگرد مولانا محمد مدنی سندھی کو مکہ مکرمہ میں سندھ کے اندر تعلیم عام کرنے اور سندھی زبان کو ٹائپ رائٹر کے لیے سہل صورت میں پیش کرنے کے لیے ایک پروگرام سمجھایا اور ابتدائی مدارس کے لیے دو سندھی کتابیں اس نہج پر لکھوائیں جن کے حروف انگریزی کی طرح ایک دوسرے سے الگ لکھے ہوئے تھے، جن کے استعمال سے سندھ میں تعلیم عام ہو جاتی۔ مولانا محمد مدنی صاحب نے سندھ میں آکر کراچی میں اس نہج کا ایک اسکول بھی قائم کیا۔ جس میں وہ کتابیں چھپوا کر پڑھانا شروع کیں لیکن اس وقت کی حکومت برطانیہ نے سندھی کی ان دونوں کتابوں کو روسی نہج کی کتابوں پر چھپا ہوا دیکھ کر سیاسی وجوہ کی بنا پر ممنوع قرار دیا اور اسکول کو بند کر دیا۔

حضرت مولانا کی وفات بھی ۲۲ر اگست ۱۹۴۴ء میں ہوئی اور یہ وہی ماہ تھا جس میں آپ نے وطن کی آزادی کے لیے باہر کی دنیا میں جدوجہد شروع کی تھی بہرحال حضرت استاذ علامہ سندھی کی ساری زندگی پیہم جدوجہد رہی اور ان کی ذہنی اور عملی حیات کا مرکزی نقطہ انقلاب تھا اور اسی کے گرد ان کے افکار کی ساری کائنات گھومتی رہی۔ مولانا سندھی کے نزدیک عقیدہ بھی عمل کی ابتدائی منزل ہے جب عقیدہ پختگی کی حد کو پہنچتا ہے تو وہ لامحالہ عملی دنیا میں شکل پذیر ہو کر رہتا ہے۔ عمل کا نہ ہونا عقیدہ اور یقین کے نقص کی دلیل ہے۔ قرآن مجید سے آپ کی غیر معمولی محبت کا سبب بھی یہی ہے کہ قرآن عمل پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے اور اشتراکی

انقلابیوں سے ایک گونہ وابستگی کے بھی یہی معنی ہیں کہ انھوں نے اپنے جوشِ کردار سے دنیا کا رُخ بدل دیا۔

برصغیر کے اندر سب سے آخر میں سامراجیوں نے سندھ پر قبضہ کیا لیکن اس تسلط کے فوڑا بعد سندھ میں آزادی کی تحریک بھی شروع ہوگئی، جس کے روح رواں سندھ کے آخری محدث مخدوم عبدالکریم بن مخدوم محمد عثمان مٹیاروی تھے۔ جب سندھ پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو مخدوم صاحب نے برملا یہ فرمانا شروع کردیا کہ اب ہم سندھ میں انگریزوں کے غلام بن کر نہیں رہیں گے۔ اس کے بعد آپ مکہ مکرمہ کو ہجرت کرکے چلے گئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ لیکن آپ نے جس مذکورہ جملے سے تحریکِ آزادی کی ابتدا فرمائی تھی اس کی صدا سارے سندھ میں گونج رہی تھی۔ سندھ کے شمال اور جنوب میں آپ کے شاگردوں کا بڑا سلسلہ تھا، ان میں اس ایک جملے نے بیداری پیدا کردی اور سب دینی علماء انگریز سامراج کے خلاف کھڑے ہوگئے۔ آگے چل کر یہ تحریک ہمہ گیر ہوگئی۔ جدید تعلیم یافتہ نوجوان بھی اس میں شریک ہوگئے۔ اس دوسرے دور کی تحریک کے رُوحِ رواں حضرت مولانا تاج محمود امروٹی، حضرت مولانا استاذ عبیداللہ سندھی، حضرت مولانا محدث پیر رشد اللہ جھنڈے والے، مولانا الحاج محمد صادق کھڈہ کراچی والے، مولانا دین محمد وفائی اور دُوسرے اکابر تھے۔ انگریزی داں نوجوانوں میں سے جناب جان محمد جونیجو بار ایٹ لا، جناب رئیس غلام محمد وکیل، جناب رئیس غلام محمد بھرگڑی، شیخ عبدالرحیم صاحب حیدرآبادی، شیخ عبدالکریم شہید، شیخ عبدالمجید صاحب سندھی، حاجی عبداللہ ہارون اور دُوسرے محبِ وطن شریک تھے۔ تحریک کا یہ دوسرا دور سندھ میں خلافت تحریک کا دور کہلاتا ہے۔ بعد کی قیادت اسی دور کی پیداوار ہے۔